# بے کسوں کا سہارا ہمارے نبی ﷺ

کسی بھی انسان کی سیرت کی گواہی اس بات سے لی جاسکتی ہے کہ اس سے پیار کرنے والے لوگ کون تھے، تعریف سے صرف محبت پیدا ہوتی ہے کوئی بھی انسان اُس وقت عمل کے درجے تک پہنچتا جب وہ حضور ﷺ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرتا ہے جس کی زندگی کی مثال خود خدا دیتا ہے کہ لوگو سُن لو!

## ''میں نے اپنے نبی کی زندگی کو بہترین نمونہ بنایا ہے''

حضور ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ نے محفوظ فرمایا جبکہ باقی نبیوں کی زندگی کے بہت سارے معاملات ہم سے پوشیدہ ہیں حضور ﷺ کی زندگی کے معاملات قرآن، حدیث ،صحابہ کے ذریعہ ہم تک پہنچتے ہیں پیدائش سے پہلے سے لے کر بچپن ،لڑکپن ، جوانی ، بڑھاپے اور آخری وقت کے معاملات بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔صرف یہی نہیں آپ ﷺ کی خلوت ، جلوت ، معاشرتی ، معاشی اور گھریلو زندگی کے معاملات بھی ہمارے لئے محفوظ ہیں۔حضور ﷺ کی زندگی کھلی کتاب کی طرح ہے۔

دنیا میں وہی انسان گمراہ ہے جو حضور ﷺ کی سیرت کو نہیں پڑھتا علم نہیں رکھتا اللہ کو علم کی صفت اس قدر پسند ہے کہ جب قرآن نازل ہوا تو پہلا لفظ جس سے قرآن کی ابتداء ہوئی وہ اقراء تھا یعنی پڑھ، علم حاصل کر تو حضور ﷺ اس پیغام کو لیکر جب گھر آئے تو آپ ﷺ اپنے سارے معاملے کو کسی مرد سے یا کسی اجنبی سے نہیں بلکہ اپنی بیوی خدیجہؓ سے بیان کیا حضور ﷺ اس پاک کلام کو سنانے کے لئے اس کائنات میں کسی مرد کا نہیں بلکہ ایک عورت کا انتخاب کیا۔

قابل غور بات! اس سے پتہ چلا کہ مرد اور عورت کو اللہ نے ایک دوسرے کا راز دان بنایا ہے اور گھریلو زندگی میں بیوی کا بہت اہم کردار ہوتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

**''قیامت کے دن اگر کسی شخص کی بیوی اُس کے حق میں گواہی دے دے گی کہ یہ شخص اپنے معاملات میں بڑا اچھا تھا تو اس کی بخشش کے لئے بیوی کی گواہی ہی کافی ہوگی''**

حضور ﷺ کی ساری گفتگو سن کر حضرت خدیجہؓ نے فرمایا:

**اللہ نے جو آپ کو دیا میں اُس پر سب سے پہلے ایمان لاتی ہوں میں جانتی تھی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں، آپ بے کسوں کا سہارا ہیں محتاجوں کی مدد فرماتے ہیں، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتے ہیں، آپ نے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا، آپ نے کبھی کسی سے زیادتی اور ظلم نہیں کیا۔آپ پریشان نہ ہوں اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔**

### ☆ حضور ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے اظہارِ محبت:

حضرت خدیجہؓ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضور ﷺ کا ہر لحاظ سے ساتھ دیا یہاں تک کہ جب حضرت خدیجہؓ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور کہا کہ اپنے بابا سے کہیں کہ اپنی چادر مجھے کفن کے طور پر عطا فرمائیں۔حضرت فاطمہؓ جب حضور ﷺ کے پاس حضرت خدیجہؓ کا پیغام لے کر گئیں تو حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اے خدیجہ! آپ نے میری اتنی خدمت کی ہے، مجھ پر اتنا احسان کیا ہے کہ میری چادر تو کیا میری جلد بھی حاضر ہے۔

حضور ﷺ کی سیرت کا ایک اور نمایاں پہلو اپنے اصحاب اور دوستوں کے ساتھ تعلقات تھے ایک بڑا مشہور قول ہے کہ:

**A Man Is Known By The Company He Keeps**

انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے انسان کا جو دوست دنیا میں ہوگا جنت میں بھی وہی اُس کا ساتھی ہوگا اسی طرح بزرگ فرماتے ہیں:

**انسان کا دین اُس کے دوست ہوتے ہیں جس طرح کا دوست ہوگا دین بھی ویسا ہوگا**

آپ ﷺ پر مردوں میں سب سے پہلے جو شخص ایمان لایا وہ آپ ﷺ کا بچپن کا جگری دوست صدیقِ ابوبکرؓ تھے۔حضور ﷺ جب نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ ملکِ شام تجارت کی غرض سے گئے تھے اور جب مکہ واپس آتے ہیں آپؓ کو جب خبر دی جاتی ہے کہ اے ابوبکر تیرے دوست محمد نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے۔آپؓ فوراً حضور ﷺ کی بارگاہ میں گئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے علم ہوا ہے کہ آپ نے نبوت کا اعلان کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ابوبکر میں اللہ کا رسول ہوں۔

**حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ مجھے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے آپ مجھے کلمہ پڑھا دیں میں ایمان لاتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔**

**حضور ﷺ کی عظمت** یہ ہے کہ آپ کے قریب رہنے والے آپ سے زیادہ محبت کرتے ہیں جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا کوئی بھی دوست دور سے ہماری تعریف کرے گا اور جب وہی دوست چند دن ہمارے ساتھ گزارے گا تو اسے ہمارے اندر عیب نظر آنا شروع ہو جائیں گے

**حضور ﷺ کے کوئی جتنا قریب ہوتا تھا وہ حضور ﷺ سے اُتنی ہی زیادہ محبت کرتا تھا یہ حضور ﷺ کی عظمت تھی** کہ حضور ﷺ کے تمام دوست حضور ﷺ پر ایمان لائے۔

حضور ﷺ کو پھر مزید اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ آپ اپنے خاندان والوں کی دعوت فرمائیں آپ ﷺ کے تمام خاندان والے دعوت پر آئے جن میں ابولہب، ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ابوطالب اور تمام عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔جب سب لوگ آ گئے تو آپ ایک پہاڑ پر چڑھے اور فرمایا:

**لوگو سنو! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم سب میری بات پر یقین کر لو گے** سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے محمد اگر تم کہو گے تو ہم یقین کر لیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے۔حضور ﷺ نے اپنی نبوت کی دلیل کسی عبادت مثلاً نماز، روزہ یا زکوٰۃ کو نہیں بنایا بلکہ اپنے کردار کو سب کے سامنے پیش کیا۔حضور ﷺ کے کردار سے لوگوں کے دل روشن ہوئے تھے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں کہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو کیا تم سب ایمان لے آؤ گے؟ یہ جملہ سُننا تھا کہ سب گالی گلوچ کرنے لگے کہ اے محمد تو نے ہمیں اس لئے بلایا تھا؟ ہم ایمان نہیں لائیں گے۔

اسی گروہ میں سے ایک بچہ بھی تھا اس نے اپنی ایڑیاں اٹھائیں اور حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر کہا اے نبی! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور وہ بچہ کوئی اور نہیں بلکہ حضرت علیؓ تھے۔آپؓ فرمانے لگے یارسول اللہ ﷺ اگر یہ آپ پر ایمان نہیں لاتے تو میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

جب حضرت بلالؓ ایمان لے آئے تو ایک دن پوچھا گیا اے بلال! آپ مسلمان کیوں ہوئے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا لوگو سنو! میں ایک غلام تھا اُمیہ بن خلف میرا مالک تھا وہ گرم ریت پر مجھے لٹا کر میرے اُوپر پتھر رکھ دیا کرتا تھا، لوگ میرے چہرے پر تھوکا کرتے تھے میں اپنی مرضی سے پانی کا گلاس نہیں پی سکتا تھا میں کئی سالوں سے مسکرایا نہیں تھا لیکن ایک شخص جب میرے سامنے سے گزرتا اور اتنے پیار سے میری طرف مسکرا کر دیکھتا جیسے کوئی اپنے محبت والے کو دیکھتا ہے میں حیران ہو جاتا کہ میں ایک غلام ہوں کوئی مجھ سے بات کرنا تو دور میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا لیکن یہ کیسا انسان ہے کہ میری طرف دیکھ کر مسکراتا ہے۔لوگو سنو! وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ محمد ﷺ تھے، آپؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کی یہ ادا اس قدر پسند آئی اور مجھے اس بات کا علم ہو گیا کہ یہ کوئی عام نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں میں نے ٹھان لی کہ جب بھی مجھے موقع ملا تو محمدِ عربی کا کلمہ ضرور پڑھوں گا۔

حضور ﷺ کو عرب یعنی مکہ میں محمد کے نام سے بہت تھوڑے لوگ جانتے تھے صرف آپ کے خاندان کے اور مکہ کے قریبی لوگ آپ کو اس نام سے جانتے تھے باقی سارا مکہ آپ کو صادق اور امین کے نام سے جانتا تھا اس قدر مکہ میں حضور ﷺ کی سچائی کا چرچا تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ مکہ میں ایک صادق اور امین رہتا ہے اُس نے نہ کبھی جھوٹ بولا اور نہ کبھی امانت میں خیانت کی ہے۔حضور ﷺ کی امانت کی انتہا یہ ہے کہ جب آپ مدینہ ہجرت کرنے لگے تو آپ کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں آپ نے فوراً حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا علی! میرے پاس مکہ کے لوگوں کی امانتیں ہیں صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آ جایئے گا ذرا اندازہ کیجئے! سارا مکہ آپ ﷺ کا دشمن ہے لیکن لوگ یہ جانتے تھے کہ اگر ہماری امانتوں کی کوئی حفاظت کر سکتا ہے تو وہ محمد عربی کر سکتے ہیں۔

ہمارے اُوپر کوئی دس روپیہ کا اعتبار نہیں کرتا لیکن حضور ﷺ کی سیرت اور کردار کا یہ عالم ہے کہ جو لوگ آپ کی جان کے دشمن ہیں اُنہی لوگوں نے اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھوائیں تھیں۔

## امانت کیا ہے؟

قابلِ غور!

**امانت صرف پیسہ ہی نہیں ہوتا بلکہ کسی کا راز بھی امانت ہوتا ہے ہم سے اگر کوئی اپنی راز کی بات کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میری اس بات کو کسی کو نہ بتانا یہ بات تمہارے پاس امانت ہے اور اگر ہم اس شخص کی بات کسی دوسرے کو بتا دیتے ہیں تو یہ راز میں خیانت ہے۔** یہ حضورﷺ کی وہ ادا ہے جو تقریباً ناپید ہو چکی ہے آج مسلمانوں کا کردار اتنا برا ہو چکا کہ ہمارے گھر والے بھی ہمارا اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ حضورﷺ نے اخلاق و کردار کی انتہا کر دی بلکہ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا:

## ''میں اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں''

حضورﷺ کی عادتیں بڑی اچھی تھیں آپ نے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا، کبھی کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں کی، کبھی کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں کیا، کبھی کسی کو گالی گلوچ نہیں کی، حضورﷺ نے یتیموں اور غلاموں سے بڑا پیار فرمایا ہے اور یہ وہ طبقہ جو آج کے دور میں پس چکا ہے۔

## حضرت انسؓ حضور ﷺ کے غلام فرماتے ہیں:

میں نے دس سال حضورﷺ کی خدمت کی لیکن ان دس سالوں میں ایک دن بھی ایسا نہیں آیا کہ حضورﷺ نے مجھے ڈانٹا ہو ایک دن میرا بڑا جی چاہا کہ میں حضورﷺ کی ڈانٹ کھاؤں آپؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے مجھے بازار بھیجا میں بازار گیا اور راستے میں واپسی پر ایک جگہ تماشا ہو رہا تھا تو میں جان بوجھ کر اس جگہ کھڑا ہو گیا اس نیت سے کہ آج گھر واپس جاؤں گا تو حضورﷺ کی ڈانٹ سنوں گا۔

آپ فرماتے ہیں میں تماشا دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اچانک میں نے اپنے کندھے پر ایک ٹھنڈے ہاتھ کی لمس محسوس کی میں نے جب مڑ کر دیکھا تو حضورﷺ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور فرماتے ہیں اے انس! کیا بات ہے آج دیر کیوں ہو گئی میں تیرا پتہ لینے آیا ہوں۔

اس قدر حضورﷺ کا نرم انداز کہ خادم لیٹ ہو گیا تو خود جا کر لیٹ ہونے کی وجہ پوچھتے ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں اگر کوئی خادم لیٹ آتا ہے تو اسے مارا پیٹا جاتا ہے۔

## حضور ﷺ دلوں کا خیال رکھتے تھے:

حضورﷺ نے لوگوں کے دلوں کا اس قدر خیال رکھا کہ ایک دن ایک شخص حضورﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہﷺ میرا بیٹا گم ہو چکا ہے دعا کر دیجئے مل جائے قریب ہی ایک صحابی موجود تھے اُنہوں نے کہا یارسول اللہﷺ میں نے اس کا بیٹا دیکھا ہے قریب ہی ایک باغ میں اس کا بیٹا بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے وہ شخص یہ بات سنتے ہی اپنے بچے کی محبت میں فوراً مڑا تو حضورﷺ نے اُسے آواز دی اور کہا کہ واپس مڑو میری بات سنو فرمایا تم وہاں جا رہے ہو تو وہاں جا کر اپنے بیٹے کو بیٹا کہہ کر نہ بلانا اس شخص نے کہا یارسول اللہﷺ وہ میرا بیٹا ہے تو میں اُسے پھر بیٹا کیوں نہ کہوں؟ اگر تم وہاں جا کر محبت سے بیٹا کہہ دو تو ہو سکتا ہے وہاں کوئی یتیم بچہ بیٹھا ہو تمہارے لہجہ کی محبت اور نرمی کو دیکھ کر اُس کا دل ٹوٹ جائے گا اُس کے دل میں بھی خیال آئے گا کہ کاش میرا بھی باپ ہوتا مجھے بھی ایسے ہی پیار اور محبت سے بلاتا سنو! اپنے بچے کو اُس کا نام لے کر پکارنا سبحان اللہ جو اس قدر دلوں کا خیال رکھتا ہو وہ محبوبِ خدا نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟

**حضورﷺ نے فرمایا سنو میرے صحابہ! تمہیں اس بات کی اجازت نہیں کہ تم کسی بیوہ کے سامنے اپنی بیوی کو پیار کرو کہیں یہ دیکھ کر اُس کا دل نہ ٹوٹ جائے کہ کاش میرا بھی خاوند ہوتا تو وہ بھی مجھ سے ایسے ہی پیار کرتا۔**

## حضرت بلالؓ کا مقام:

جب مکہ فتح ہوا تو سب لوگ موجود تھے اور جب نماز کا وقت ہوا تو سب لوگ بے صبری سے انتظار کرنے لگے کہ کعبہ کے اندر اذان دینے کا شرف کس کو ملتا ہے، سب کو یہی لگتا

تھا کہ حضور ﷺ ابھی حضرت صدیق اکبرؓ کو اذان دینے کا حکم دیں گے لیکن حضور ﷺ کی آواز اٹھتی ہے تو بلال حبشی کے لئے اٹھتی ہے فرمایا اے بلال! آج تو کعبہ کی چھت پر چڑھ جا اور کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے نبی کے دین کا ڈنکا بجا تا کہ لوگوں کو بھی نظر آجائے کہ ایک غلام کا کیا مقام ہے!!!! کیا کبھی ہم نے بھی کسی سے ایسے پیار کیا ہے؟؟؟

حضرت بلالؓ جب کعبہ کی چھت پر اذان دے رہے تھے تو اُس وقت قریش کے روساء نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ آج یہ دن بھی آنا تھا کہ ایک کالا کوا کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے رہا ہے حضور ﷺ کو جب یہ بتایا گیا تو آپ ﷺ اُس وقت کعبہ کا طواف فرما رہے تھے آپ ﷺ نے فوراً طواف چھوڑا اور فرمایا اے بلال! ٹھہر جایئے میرا اُونٹ لایا جائے آپ ﷺ اپنے اُونٹ پر سوار ہوئے اور فرمایا مجھے ابھی ابھی یہ بتایا گیا ہے کہ بلال کے بارے میں تم لوگوں نے یہ کہا ہے کہ میں نے ایک کالے کوے کو کعبہ کی چھت پر چڑھایا ہے تو ظالموسن لو! جو ذات کی وجہ سے کسی کو بڑا یا چھوٹا سمجھتا ہے وہ گوبر کے کالے کیڑے سے بھی زیادہ اللہ کی بارگاہ میں حقیر ہے۔

حضور ﷺ نے معاشرے کے اُس طبقہ کو عزت دی جسے کوئی پوچھنے والا نہ تھا بے عزت لوگوں کو عزت اور مقام عطا فرمایا آپ ﷺ جب معراج سے واپس آئے تو آپ نے حضرت بلال کو طلب کیا اور فرمایا اے بلال! کیا کرتے ہو؟ جب میں اللہ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے تیرے قدموں کی آواز اپنے قدموں سے آگے سنی میں نے اللہ سے پوچھا یا اللہ یہ میرے قدموں سے آگے کس کے قدموں کی آواز ہے مجھے نظر کوئی نہیں آرہا پھر یہ کس کے قدموں کی آواز ہے؟ تو اللہ نے فرمایا اے میرے محبوب! ذرا تو نیچے مدینہ میں دیکھ مدینہ کی گلیوں میں بلال چل رہا ہے اور اس کے قدموں کی آواز میرے عرش پر آرہی ہے۔

حضور ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو لوگ دیکھتے کہ آپ کی سواری پر آپ کے ساتھ ایک بچہ بیٹھا ہے اور اُس بچہ نے آپ ﷺ کو مضبوطی کے ساتھ کمر سے پکڑا ہوا ہے لوگوں کو رشک ہوا کہ یہ بچہ کتنا خوش قسمت ہے، وہ بچہ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کا بیٹا اسامہؓ بن زید تھا۔

## پاگل بڑھیا کی دلجوئی:

مدینہ میں ایک ایسی عورت بھی تھی جس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں تھا ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجدِ نبوی کے دروازے پر کھڑے تھے وہ بوڑھی عورت آئی اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو ایک درخت کے نیچے لے گئی صحابہ نے آپ ﷺ کو چھڑوانے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ آپ کو لے گئی وہ آپ ﷺ سے ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی آپ ﷺ اُس کی ہر بات پر سر ہلاتے اور جی جی کرتے رہے، اور پوچھتے رہے اچھا پھر کیا ہوا پوری دلچسپی کے ساتھ اُس کی باتیں سنتے رہے یہاں تک کہ وہ باتیں کرتے کرتے تھک گئی اور اُٹھ کر چلی گئی، صحابہ فرمانے لگے حضور اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں اس کی کوئی نہیں سنتا حضور ﷺ نے اس قدر خوبصورت جواب دیا اور فرمایا:

**''اے میرے صحابہ اس کی کوئی بھی نہیں سنتا اور اگر میں بھی نہ سنوں تو پھر کون سنے؟''**

آج ہم اپنے بوڑھے ماں باپ کے پاس نہیں بیٹھتے کہ یہ بہت باتیں کرتے ہیں، بڑی لمبی چھوڑتے ہیں نبی کی ادا کتنی خوبصورت ہے کہ ایک ایسی عورت کے پاس بیٹھتے ہیں جس کی مدینہ میں کوئی نہیں سنتا ہے۔ بوڑھے بیچارے ترس جاتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی کوئی وقت دے آج کئی کئی مہینے ہوجاتے ہیں بیٹے کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے پاس بیٹھ جائے باپ ترستا رہتا کہ کوئی میرے پاس بیٹھ کر میری بات ہی سُن لے۔

## جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا:

ایک مرتبہ حضور ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک صحابی آگئے انہیں جذام کا مرض تھا اُس دور میں یہ بیماری لاعلاج تھی صحابہ کرام نے جب اُس صحابی کو دیکھا تو اُن کے دل بجھ سے گئے وہ جس صحابی کے بھی قریب بیٹھتے وہ صحابی اُن سے دور ہوجاتے کہ کہیں ہمیں بھی یہ بیماری نہ لگ جائے حضور ﷺ فوراً اٹھے اپنا پیالہ اٹھایا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آج میں اور تم ایک ہی پیالہ میں کھانا کھائیں گے آپ نے فرمایا اگر کوئی تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھاتا تو محمدِ عربی تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا۔

کیا کبھی ہم نے بھی حضور ﷺ کی ان خوبصورت اداؤں کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ ہمارے اخلاق اس قدر خراب ہیں کہ کوئی ہم سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہے آج غیر مسلم بھی ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔

**بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے  مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے**

## حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

اگر کوئی ساٹھ حج اپنے خیال سے کر آئے اور گھر آ کر صرف ایک گلاس محمد ﷺ کا خیال کر کے پی لے تو وہ ایک گلاس جو حضور ﷺ کا تصور کر کے پیا وہ ساٹھ حجوں سے افضل ہے جس کے پیچھے محمد ﷺ کی ذات کا عکس موجود ہو وہ عمل اللہ کو پسند ہے اور تمہارا کوئی عمل اللہ کو پسند نہیں۔

حضور ﷺ کی ادائیں حضور کو محبوب بنا گئیں قرآن تو اللہ نے بھیجا، نماز کا حکم اللہ نے بھیجا یہ سارا کچھ حضور ﷺ کو محبوب نہیں بنا کر گیا، حضور ﷺ کی عادات نے حضور کو محبوب بنایا۔ آج بھی اگر کسی امتی میں حضور کی ادائیں پیدا ہو جائیں تو نہ صرف حضور محبت فرماتے ہیں بلکہ اللہ بھی اُس بندے سے محبت کرتا ہے اس کا باقاعدہ ذکر قرآن میں بھی آیا ہے:

**اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو پہلے آپ ﷺ (میرے محبوب) کی اتباع کریں میں بھی ان سے محبت کروں گا۔**

## اتباع کسے کہتے ہیں؟؟

**اتباع قدم کے اُوپر قدم رکھ کر چلنے کو کہتے ہیں یعنی ہمارا بولنا، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا حضور جیسا ہو جائے**

آج حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، حضور کی ادائیں اپنانے کی ضرورت ہے:

☆ حضور ﷺ کو مسواک پسند ہے حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کیا جائے۔

## حضور ﷺ نے فرمایا:

**جو مسواک کرتا ہے اللہ اسے مرتے وقت کلمہ کی سعادت عطا فرماتا ہے**

**''جو حضور ﷺ کی ایک سنت پر عمل کرتا ہے اسے دو سو شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے''**

☆ حضور ﷺ سب کو معاف فرماتے، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم سب کو معاف کریں۔

☆ حضور ﷺ نے معاشرے کے پسے ہوئے لوگوں کو عزت دی چھوٹوں سے پیار کیا اور بڑوں کی عزت کی ہمیں بھی حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کرنا ہوگا۔

☆ حضور ﷺ نے سب کو برابر حقوق عطا کیے اپنی تمام بیویوں، بیٹیوں اور نواسوں کو راضی اور خوش رکھا۔ اگر ایک مرد حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے۔

☆ حضور ﷺ نے کسی کو ناراض نہیں کیا اگر کوئی ہم سے ناراض ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اُس شخص سے جا کر معافی مانگ لیں۔ جو کوئی حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل کر کے اپنے کسی عزیز کو معاف کر کے اُسے اپنے سینے سے لگاتا ہے تو اللہ اُن دونوں کے سینے جدا ہونے سے پہلے اُن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

## محبت کا کچھ انداز یوں بھی تھا:

ایک مرتبہ ایک بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں لایا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بھائی سارا دن فارغ بیٹھا رہتا ہے کچھ نہیں کرتا ہے میں اکیلا کماتا رہتا ہوں حضور ﷺ یہ سُن کر مسکرائے اور کس قدر خوبصورت بات فرمائی کہ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے اس چھوٹے بھائی کی وجہ سے رزق دے رہا ہے۔ حضور ﷺ کے دل جوڑنے کا انداز کس قدر خوبصورت تھا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ ہر ایک سے پیار اور محبت کے ساتھ رہیں دشمنی اور بغض رکھنے سے کچھ نہیں ملتا ہے محبتیں بانٹیں گے تو عزتیں ہی ملیں گی اور اگر دلوں میں نفرتیں پالیں گے

تو ہر جگہ سے نفرت ہی ملے گی جس طرح حضور ﷺ ٹوٹے دلوں کا سہارا اور دلاسہ بنے ،ہمیں بھی چاہئے کہ دوسروں میں خوشیاں بانٹیں اور دوسروں کے لئے تسکین اور فرحت کا ذریعہ بنیں۔